۱۱۔ تبیان القرآن (درسی تفسیر): (شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید لدھیانوی)

❁ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ تفسیر الحسن البصریؒ اور کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں۔ (صفحہ ۱۶۷)

❁ ڈاکٹر صاحب تفسیر الحسن البصریؒ کے محقق ہوں گے، مصنف نہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۔ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف : (محمد امین ابن عابدین الشامی)

۱۶۔ عصری تعلیم کا حکم مع تحقیق تعلیم انگریزی: (مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

۱۷۔ دعوت نبوت کی آفاقی خصوصیات: (مولانا محمد الیاس مظہری)

۱۸۔ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی کی درسگاہ میں: (تدوین مولانا سعید الحق جدون)

۱۹۔ اجتماعی ذکر بالجہر کا شرعی حکم: (شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان)

۲۰۔ حافظ قرآن کا مقام و مرتبہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں: (ابو عاطف قاری عبدالرؤف مدنی)

۲۱۔ اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں موجودہ اسلامی بینکنگ پر ایک تحقیقی فتویٰ: (شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان)

۲۳۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام: (مولانا ظہور احمد الحسینی)

❁ آپؒ کے فرمان "إذا صح الحديث فهو مذهبي" کو اصول فقہ کی بنیاد بنایا جائے تو تعصب کی بنیاد پر قائم فرقہ بندی ختم ہو کر امت اسلامیہ کو وحدتِ منہج کی نعمت میسر آسکتی ہے۔ التوفیق من اللہ وحدہ

مولانا حقانی صاحب کے مثالی کارکن صدیقی صاحب نے بھی اس کو تیسرا اصول قرار دیا ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۰۵)

۲۴۔ خطبات و مواعظ جمعہ: (مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی)

۲۵۔ اسلام اور منشیات: (مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن)

۲۶۔ رشحاتِ معلم: (پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد)

۲۸۔ رکعات تراویح کا ایک تحقیقی مطالعہ: (مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی)

۲۹۔ تلامذہ امام ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام: (مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی)

۳۰۔ فضائل رمضان: (مولانا شاہ ابرار الحق صاحب)

۳۲۔ منزل و مسنون دعائیں: (خواجہ عبدالرزاق سکا)

سوانح علمائے اہلحدیث

مولانا عبدالرحیم بن سلطان علیؒ

عبدالرحیم روزی

مولانا عبدالرحیم بن سلطان علی بن عثنور موضع غواڑی کے محلّہ گینتھا میں تقریباً ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بھائی محمد عیسیٰ تھا۔ والدین نے دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم بلتستان میں داخل کروایا۔ آپ کے اساتذہ میں بانی تحریک اہلحدیث بلتستان مولانا عبدالرحیم بن عبدالعزیز، بانی دارالعلوم اور مولانا محمد موسیٰ قابل ذکر ہیں۔ پھر مزید حصول تعلیم کے لیے ہندوستان کا قصد کیا۔ اور درج ذیل مدارس سے فارغ التحصیل ہوئے:

۱۔ مدرسۃ القرآن والحدیث مسجد حاجی علی جان مرحوم چاندنی چوک دہلی۔ یہاں آپ نے ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۴۸ء میں ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن فتح الدینؒ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ پڑھ کر سند اجازت حاصل کی۔ یہ عبدالرحمٰن ناشر السنۃ وقامع البدعۃ میاں سید نذیر حسین دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ جن کی سند اجازت مطبوع ہے۔

۲۔ مدرسہ دہلی۔ یہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ بن امیرؒ کے پاس دورہ حدیث کے لیے گھٹنے ٹیک دیے۔ اور ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۳۹ء میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ پڑھ کر سند اجازت حاصل کی۔ ان احمد اللہؒ کے لیے بھی قرأت، سماعت اور اجازت مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ سے حاصل تھی۔

۳۔ مدرسہ عبدالربؒ دہلی۔ یہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد شفیع صاحب تلمیذ استاذ العرب والعجم مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی تلمیذِ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تلمیذِ شاہ عبدالغنی دہلویؒ تلمیذ شاہ محمد اسحاق دہلوی کے پاس علوم نقلیہ حاصل کیے۔ اور شعبان ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء میں سند اجازت حاصل کی۔ یہاں سے آپ نے کتب امہات ستہ کے علاوہ درس نظامی بھی حاصل کیا۔ مدرسہ ہذا سے ملنے والی سند التحصیل والتكميل میں تقویٰ اختیار کرنے اور معاصی وبدعات سے اجتناب کی تاکید کے بعد کہا گیا ہے: "ويتقلد قلادة التقليد في الجيد ويتوقّى صُحبة أقوام شعارهم سَبُّ السلف وترك التقليد" کے پُر زور الفاظ سے بلا استفسارِ دلیل ایک امتی کی اندھی تقلید کے طوق کو گردن کی زینت بنانے اور ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جن کا شغلِ شاغل (نعوذ باللہ) اسلافؒ کو برا بھلا کہنا اور تقلید کو ترک کرنا ہے۔ "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق"

آپ بعد از تقسیم ملک تقریباً ۱۹۴۹ء میں وطن عزیز واپس آئے۔ منقولات ومعقولات کی بہت سی کتابیں دشوار گزار

سفر میں بھی دیگر بلتستانی علماء کی طرح ہمراہ لائیں، جو آپ کے مرحوم بیٹے اور علم کے وارث مولانا یعقوب عزیزؒ کے ورثاء کی تحویل میں ہیں۔ مولانا محمد یونس بن اسماعیل گینتھاوی مرحوم آپ سے پہلے فارغ ہو کر وطن عزیز پہنچے ہوئے تھے۔

وطن عزیز واپس آ کر تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ محنت شاقہ سے کھیتی باڑی کی۔ آپ کے ہونہار شاگرد مولانا ابراہیم خان صاحب فرماتے ہیں: آپؒ برلبِ دریائے شیوک کھیتوں کو ہموار کرتے رہتے۔ اور نماز محلے کی مسجد میں آ کر پڑھاتے۔ یاد رہے کہ کام کی جگہ اور مسجد کے درمیان سانس پھولا دینے والی گہری اترائی چڑھائی ہے اور کم از کم ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

خدمات واعمال: آپؒ نے بعد از فراغت قحط الرجال کے دور میں غم روزگار اور قوتِ لایموت کے لیے معاشی مساعی کے ساتھ دعوتی، سماجی اور تدریسی خدمات بھی بجالائیں۔ جو اختصاراً درج ذیل ہیں:

ا۔ اپنے محلے میں، کبھی گھر میں اور کبھی چھوٹی مسجد میں نونہالانِ محلہ کو قرآن وحدیث پڑھایا۔ آپ ایک ممتاز مدرس واقع ہوئے تھے۔ پڑھایا ہوا سبق طلباء کے دل ودماغ میں نقش بر سنگ کی طرح جما دیتے تھے۔ اس چھوٹی سی درسگاہ مسجد کو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں باقاعدہ طور پر مدرسة البنین کی شکل دی گئی ہے۔ اور تعداد وتدریس کے حوالے سے فعالیت رکھنے والی ایک درسگاہ ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ آپ نے دارالعلوم بلتستان غواڑی میں بھی پڑھایا۔ صبح سے ظہر تک مسلسل پڑھاتے رہتے۔ مگر مولانا عبدالباقی خان حفظہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم انتظامیہ' مولانا موصوف اور دوسرے ساتھی مولانا محمد یونسؒ کے لیے ظہر کا کھانا دینے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ اور دونوں نماز پڑھ کر کھانے کے لیے تین کلومیٹر دور اپنے گھر چلے جاتے تھے۔ کیونکہ مدرسہ خود معاشی طور پر طوفان باد وباران میں رواں کشتی کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا اور آشفتہ روزگار تھا۔ اور عربی کے اس ضرب المثل کا مصداق تھا "بیتی یبخل لا أنا" البتہ مدرسہ کے انتظامیہ کی طرف سے آپ کے لیے مہینہ میں آٹھ ٹوپا اور مولانا یونس صاحب کو ۱۲ ٹوپا غلہ ملتا تھا۔ (ٹوپا = پرانا مقامی پیمانہ، جس میں تقریباً سیر ڈیڑھ سیر آتا تھا۔)

آپ کے تلامذہ میں مولانا اسماعیل بن حسین سلمانیؒ، مولانا حسین بن موسیٰ گینتھاوی، مولانا عبدالرؤف سیرمیکی، مولانا عبدالسلام ولد غفور سلمانیؒ، مولانا عبدالوہاب حنیفؒ، بیٹا مولانا یعقوب عزیزؒ اور مولانا محمد ابراہیم خان شامل ہیں۔

۳۔ جامع مسجد گینتھا میں امامت وخطابت کرتے تھے۔ قرآن کریم کے بیس سپارے حفظ تھے۔ صبح وشام نمازوں